اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ○ اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

”دین کی ضروری باتیں“ (part 02a)

والدین کو چاہیے کہ پہلے خود **”دین کی ضروری باتیں“ part 01** پڑھ لیں اور اگر صلاحیت (ability) ہو تو اپنے بچوں کو پڑھائیں ورنہ کسی سُنّی عالم / سُنّی عالمہ کے ذریعے پڑھوائیں (بھلے انہیں fees دینی پڑے لیکن **عام قاری صاحبان کے ذریعے نہ پڑھوائیں** تاکہ اسلامی عقیدے (beleives) سکھانے میں غلطیاں نہ ہوں)۔

52 ”کیچڑ (mud) میں گرنے والا بچہ“

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کسی جگہ سے گزر رہے تھے، دیکھا کہ ایک بچّہ کیچڑ (mud) میں گر گیا ہے اور اس کے کپڑے و جسم کیچڑ کیچڑ ہو گئے۔ لوگ دیکھتے ہوئے گزر جاتے ہیں، کوئی اُسے کیچڑ سے نہیں نکالتا۔ کہیں دُور سے ماں نے دیکھا، دوڑتی ہوئی آئی، دو تھپّڑ (slaps) بچّے کے لگائے، اسے نہلایا اور اس کے کپڑے دھوئے۔ وہ بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ یہ دیکھ کر اللہ کریم کی رحمت کے بارے میں سوچنے لگے اور فرمایا کہ یہی حال ہمارا اور اللہ کریم کی رحمت کا ہے۔ ہم گناہوں کی کیچڑ (mud) میں گر جاتے ہیں، کوئی ہمیں نہیں نکالتا! مگر اللہ کریم کی رحمت، ہم کو مصیبتوں (troubles) کے ذریعے اس کیچڑ (mud) سے نکالتی ہے اور اللہ کریم ہمیں توبہ (repentance) اور عبادت کے پانی سے غسل دے کر صاف فرماتا ہے۔

مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ یہ واقعہ (incident) لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: جب مہربان (kind) ماں کچھ سزا (punishment) دیکر صاف کر دیتی ہے تو اللہ کریم اس ماں سے بہت زیادہ مہربان ہے، کبھی سزا دیکر بھی ہمیں اچھا کر دیتا ہے۔ (معلم تقریر، ص۳۳، بتغیر)

اس واقعے (incident) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ ماں ہم سے کتنی محبت کرتی ہے، ہمارا خیال (care) رکھتی ہے مگر ہمارا ربّ (lord) تو ہمیں ماں سے زیادہ محبّت فرمانے والا ہے۔ بس ہم گناہ گاروں کو اس

کی رحمت چاہیے یقیناً وہ اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ رحم کرنے والا، غلطیاں معاف کرنے والا اور ان کی توبہ قبول (accept) فرمانے والا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اللہ کریم کو خوش کرنے کے لیے نیک کام کریں اور گناہوں سے بچیں۔

----

53 "عقل مند بوڑھی عورت (wise old woman)"

ایک بوڑھی عورت (old woman) مشین پر کام کر رہی تھی۔ کسی نے پوچھا: آنٹی (anti)! ساری عمر مشین پر کام کرنے کے علاوہ (other) کچھ اور کام بھی کیا ہے؟ کیا اللہ کریم کی بھی کچھ پہچان (identity) حاصل کی ہے (یعنی اللہ کریم کی شان کو بھی جانا ہے)؟۔ کہنے لگی کہ اس (یعنی اللہ کریم کی شان سمجھنے) کے لیے تو یہ مشین ہی کافی (enough) ہے۔ اُس نے پوچھا: وہ کیسے؟ بولی: وہ ایسے کہ جب تک میں اس مشین کو چلاتی ہوں یہ چلتی رہتی ہے اور جب میں اسے چھوڑ دیتی ہوں تو رُک جاتی ہے تو جب کسی چلانے والے کے بغیر یہ چھوٹی سی مشین نہیں چل سکتی تو پھر زمین وآسمان، سورج اور چاند وغیرہ کا اتنا بڑا انظام (system) کیسے چل سکتا ہے؟ تو جس طرح اس مشین کو میں چلا رہی ہوں، اسی طرح اللہ کریم مجھے اور اس پوری دنیا و آسمان کے نظام کو چلا رہا ہے (تو میں نے مشین چلانے پر غور (consider) کیا، اس سے اللہ کریم کی ایک شان سمجھ میں آئی)۔

بوڑھی عورت (old woman) یہ بھی بولی کہ ایک اور بات سن لو کہ اس پورے جہان (universe) کو چلانے والا ایک ہی ہے یہ بھی اس مشین سے پتا چلا کیونکہ میں اسے اپنی مرضی سے جس طرف چلاتی ہوں تو یہ اُسی طرف چلتی ہے اگر میرے ساتھ کوئی اور بھی مل کر چلائے تو یہ بہت تیز ہو جائے اور مشین خراب ہو جائے (لیکن یہ مشین اس لیے خراب نہیں ہوئی کہ میں اکیلے (alone) ہی چلا رہی تھی)۔ اسی طرح اگر آسمان وزمین کا چلانے والا، اللہ کریم کے علاوہ (except) کوئی دوسرا ہوتا اور وہ مل کر دنیا کو چلاتے تو یہ (دنیا) بہت تیز چل کر تباہ (یعنی ختم) ہو جاتے۔ صرف یہ ہی نہیں اگر دونوں الگ الگ طرف (opposite

direction میں) چلاتے (یعنی ایک سیدھی طرف اور دوسرا اُلٹی طرف) تب بھی یہ (دنیا) تباہ (یعنی ختم) ہو جاتی۔ تو جس طرح یہ مشین ایک چلانے والے کی وجہ سے صحیح چل رہی ہے، اسی طرح یہ آسمان وزمین بھی ایک (اللہ کریم کے) چلانے والے کی وجہ سے صحیح طرح چل رہے ہیں اور وہ ایک چلانے والا اللہ کریم ہے۔

اس کہانی سے پتا چلا کہ جس طرح ایک مشین ایک ہی شخص کے چلنے سے ٹھیک چلتی ہے اسی طرح زمین وآسمان، چاند، سورج، ستارے، بارش، دھوپ سب ایک ہی چلانے والا (یعنی اللہ کریم) چلا رہا ہے اس کا کوئی بھی شریک (partner) نہیں وہ چلانے والا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، زمین وآسمان بھی اسی کے بنائے ہوئے ہیں، وہ اللہ کریم اکیلا (alone) ہی سارے جہان (universe) کا مالک ہے۔ سمندر (sea) اور خشکی (dry) کی ساری مخلوق (all creatures) اسی کی پیدا کی ہوئی ہے۔

---

54 "اللہ کریم ہی کی عبادت ہو گی"

اسلام کا سب سے اہم (most important) اور پہلا عقیدہ (belief)، "توحید" ہے۔ یعنی ہر مسلمان اس بات پر پکّا یقین (sure) رکھتا ہے کہ اللہ کریم ایک ہے۔ یہ عقیدہ (belief) تمام عقیدوں کی جڑ (root) ہے کہ جس طرح جڑ (root) کے بغیر کوئی درخت نہیں رہ سکتا اسی طرح توحید (یعنی اللہ کریم ایک ہے) کے عقیدے (belief) پر ایمان (faith) کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔

توحید (یعنی اللہ کریم کے ایک ہونے) کا مفہوم:

پہلے دو لفظوں کا مطلب (means) سمجھیں (۱) ذات (۲) صفات۔

(۱) **ذات:** اس کا ایک معنی ہے "حقیقت" (reality)۔ مثلاً انسان کا بدن (انسان کی ذات ہے) مگر اللہ کریم جسم اور بدن سے پاک ہے (وہ اپنے علم اور قدرت کے ساتھ ہمارے گلے سے بھی قریب ہے)، اس کی حقیقت

(reality)ہم سمجھ نہیں سکتے۔

(۲)**صفات:** یعنی خوبی(merit)اور خامی(demerit)وغیرہ جیسے انسان کا بولنا، غصّہ کرنا اور اللہ کریم کا کریم (یعنی کرم فرمانے والا)ہونا، رحیم(یعنی رحم والا)ہونا۔ **یادرہے کہ** اللہ کریم ہر طرح کی خامی، عیب، کمی، برائی وغیرہ سے پاک ہے، وہ بہت بڑی شان ہے۔

توحید کا معنٰی یہ ہے کہ اللہ کریم کو اس کی ذات اور صِفات میں کسی بھی شریک(partner)سے پاک ماننا یعنی جیسا اللہ ہے ویسا کوئی بھی نہیں۔ اگر کوئی اللہ کریم کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو اللہ کہتا ہے تو وہ اللہ کریم کی **ذات میں شرک** کرتا ہے۔

علم، سننا، دیکھنا وغیرہ اللہ کریم کی صِفات ہیں، ان صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنے والا، مثلاً جو یہ کہے کہ جیسا علم اللہ کریم کا ہے، ویساہی فلاں کا ہے یا جیسے اللہ کریم سنتا ہے ویسے ہی فلاں سنتا ہے تو ایسا کہنے والا بھی شرک کرنے والا **مُشرِک** ہے(اور یہ اللہ کریم کی **صفت میں شرک** ہے)۔(مقالاتِ کاظمی، جلد۳، ص۱۹ ماخوذاً) **یاد رہے!** اگر کوئی اللہ کریم کے علاوہ کسی کے لیے بہت زیادہ علم مانتا ہے مگر یہ کہتا ہے کہ اللہ کریم نے فلاں کو یہ علم دیا ہے تو یہ شرک نہیں۔

---

55 "واہ کیا بات ہے عاشقِ قرآن کی"

حضرتِ ثابت بُنانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه روزانہ ایک بار مکمل قرآن پاک کی تلاوت فرماتے (یعنی پڑھتے) تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور ساری رات عبادت فرماتے، جس مسجِد سے گزرتے اس میں دو (2)رَکعت نفل نماز ضرور پڑھتے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے اپنی مسجِد کے ہر سُتُون(column)کے پاس مکمل قرآن پاک کی تلاوت فرمائی اور اللہ کریم سے رورو کر دعا بھی کی تھی۔ نَماز اور قرآنِ پاک کی تلاوت کے ساتھ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو بہت زیادہ مَحبَّت تھی، اللہ کریم نے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه پر ایسا کرم کیا کہ حیرت (surprise)ہوتی ہے کہ جب آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا انتقال ہوا اور آپ کو قبر میں دفن میں کیا جارہا تھا تو قبر کی

ایک اینٹ(brick)اندر کی طرف گر گئی،جب اُس اینٹ کو اُٹھانے کے لیے لوگ جھکے(یعنی نیچے ہوئے)تو یہ دیکھ کر حیران(surprise)رَہ گئے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ قَبْر میں کھڑے ہو کر نَماز پڑھ رہے ہیں! آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے گھر والوں سے جب معلوم کیا گیا تو آپ کی بیٹی نے بتایا: والد صاحب روزانہ دُعا کیا کرتے تھے: یَااللہ! اگر تُو کسی کو وفات کے بعد قَبْر میں نَماز پڑھنے کی اجازت دے تو مجھے بھی دینا۔ کہا جاتا ہے: جب بھی لوگ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے مزار مُبارک کے قریب سے گزرتے تو قَبْر شریف سے قرآن پاک کی تلاوت کی آواز آرہی ہوتی۔(حِلیۃُالاولیاء،ج۲،ص ۳۶۲تا۳۶۶مُلتقطاً دار الکتب العلمیۃ)

اس واقعے(incident)سے ہمیں پتا چلا کہ نماز پڑھنے اور قرآن کی تلاوت کرنے والوں کا بہت بڑا مقام(درجہ۔rank)ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ پانچوں نمازیں پڑھنے کے ساتھ ساتھ نفل نماز بھی پڑھیں اور خوب خوب قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ **یہ باتیں بھی یاد رکھیں کہ** ہمیں قرآن پاک صحیح پڑھنا، سیکھنا ہو گا، اسی طرح نماز کے شرعی(یعنی دینی)مسائل سیکھنا بھی ضروری ہیں۔ سمجھدار بچوں(sensible children) اور مردوں کو مسجد میں امام صاحب کے پیچھے، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی ہوتی ہے۔

---

56 ”حضرت داود عَلَیْہِ السَّلَام کی آواز“

حضرتِ داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ کریم نے حضرت داود عَلَیْہِ السَّلَام کو بہت خوبصورت آواز دی تھی کہ جب آپ زبور شریف پڑھتے(اللہ کریم نے آپ کی طرف اپنا کلام، زبور شریف نازل فرمایا یعنی بھیجا تھا) اور اللہ کریم کا ذکر کرتے تھے تو آپ کی آواز سن کر چلتا ہوا پانی رُک جاتا تھا، جانور آپ کی مبارک آواز سن کر اپنے گھروں سے باہر نکل آتے(اور آپ کے ساتھ اللہ کریم کا ذکر کرتے) تھے، اُڑتے پرندے گر جاتے تھے اور کبھی ایک ایک مہینے تک بے ہوش پڑے رہتے اور کھانا پینا بھول جاتے تھے، دودھ پینے والے بچے دودھ مانگنا چھوڑ دیتے اور کئی لوگ فوت ہو جاتے یہاں تک کہ ایک بار آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی خوبصورت آواز سن کر، اللہ

کریم کی محبّت میں بہُت سارے لوگوں کا انتقال ہوگیا۔ شیطان یہ سب کچھ دیکھ کر پریشان ہورہا تھا اور اُسے بہت تکلیف ہورہی تھی ۔اب شیطان نے لوگوں کو حضرت داود عَلَیْہِ السَّلَام کے پیارے کلام سے دور کرنے کے لیے بانسری(flute) وغیرہ بنائی اور حضرتِ داود عَلَیْہِ السَّلَام کے رحمتوں بھرے اجتماع کے سامنے اپنا گناہوں بھرا میلا لگا لیا یعنی موسیقی (گانے باجے) کا سلسلہ شروع کیا۔اب حضرتِ داود عَلَیْہِ السَّلَام کو سننے والے لوگ دو جگہ تقسیم(divide) ہوگئے، نیک اور خوش نصیب(lucky) لوگ حضرتِ داود عَلَیْہِ السَّلَام ہی کو سنتے تھے جبکہ بُرے اور بد نصیب(unlucky) لوگ گانے باجے سن کر اپنی آخرت خراب کرنے لگے۔(کشف المحجوب ص۴۵۷ ،ماخوذاً)

حضرت داود عَلَیْہِ السَّلَام کی خوبصورت آواز اور ذکر کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ کریم نے فرمایا(ترجمہ۔Translation): اور داوٗد کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کو تابع بنا(یعنی ساتھ کر) دیا کہ وہ پہاڑ اور پرندے تسبیح کرتے (پارہ۱۷،سورۃ الانبیاء، آیت:۷۹)(ترجمہ کنزالعرفان) عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: پہاڑ اور پرندے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ اس طرح ذکر کرتے تھے کہ سننے والے ان کی آواز سنتے تھے۔ورنہ درخت اور پتھر وغیرہ تو اللہ کریم کی تسبیح کرتے ہی رہتے ہیں۔(نورالعرفان ص۵۲۳ ملخصاً)

اس قرآنی واقعے سے ہمیں یہ درس(lesson) ملا کہ اللہ کریم کا کلام سُننا بہت اچھا کام ہے اور اگر اللہ کریم کے کلام کو اچھے انداز(good manners) میں پڑھا جائے تو اس سے سننے والوں کے دلوں کو سکون(calm) ملتا ہے۔اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گانے سُننا، باجے بجانا شیطانی کام ہیں اور ان کے ذریعے شیطان لوگوں کو اللہ کریم کے ذکر سے دور کرتا کہ گناہوں میں لگا دیتا ہے۔

یہ بات یاد رہے قرآن کریم سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں وہ صرف انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو زبانی یاد ہوتی تھیں، لیکن یہ اللہ کریم کا کرم ہے کہ مسلمانوں کا بچّہ بچّہ قرآنِ کریم زبانی یاد کرلیتا ہے۔

---

57 ” آسمانی کتابیں“

{1}اللہ کریم نے کچھ نبیوں پر آسمانی کتابیں اور کئی صحیفے(یعنی تختیاں یا چھوٹی کتابیں)نازل فرمائیں(یعنی بھیجے) جن میں سے چار(۴) کتابیں بہت مشہور ہیں: (۱)**تورات:** حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر نازل ہوئی (۲)**زَبُور:** حضرتِ داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام پر نازل ہوئی (۳)**اِنجیل:** حضرتِ عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر نازل ہوئی اور(۴) **قرآنِ کریم:** ہمارے پیارے پیارے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نازل ہوا{2}اللہ کریم نے اپنے نبیوں پر جو کچھ نازل فرمایا سب پر ایمان لانا(یقین کرنا، مان لینا) فرض ہے(خزائن العرفان،پ ا،بقرہ،تحت الآیۃ:۴)یعنی جو اللہ کریم نے اپنے نبیوں پرنازل فرمایا ہے بے شک وہ سب حق اور سچ ہے اور اللہ کریم کی طرف سے ہے(خزائن العرفان،پ ۳، بقرہ،تحت الآیۃ:۲۸۵،ماخوذاً){3}کچھ لوگ پہلے کے شاعِروں کی نظموں(poems) کو آسمانی کتاب کہہ دیتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے{4}قرآنِ پاک سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں(جیسے تورات شریف،زبور شریف، انجیل شریف)،ان کتابوں کی حفاظت(safety) کی ذمہ داری (responsibility)، اُنہی اُمتّوں(nations) کو دی گئی تھی، جن کے لیے وہ کتابیں نازل کی(یعنی بھیجی) گئیں تھیں لیکن وہ ان کی حفاظت میں ناکام(failed) رہے۔اُن اُمتّوں میں سے بُرے لوگوں نے ان کتابوں میں تبدیلیاں(changes) کر دیں تا کہ جو غلط کام کرنا چاہیں کر لیں، برائیوں کی سزائیں ختم کر دیں، غلط باتیں ڈال دیں وغیرہ، یہی وجہ ہے کہ آج زمین پر وہ کتابیں اپنی اصل حالت(original condition) میں(یعنی جس طرح اللہ کریم کی طرف سے آئی تھی، اُس طرح)موجود نہیں۔

58”نوروالے“

اللہ کریم کے پیارے نبی مُحَمَّد عَرَبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سب سے پہلے حضرتِ بی بی آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا نے تقریباً سات(7)دن دودھ پلایا پھر چند دن حضرتِ ثُوَیبَہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا نے،اس کے بعد سے حضرتِ بی بی حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا نے دو(2)سال کی عمر تک دودھ پلایا۔بی بی حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا پیارے پیارے مکّی مَدَنی نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

www.farzuloom.net

کے بچپن شریف(childhood)کے بارے میں فرماتی ہیں: اللہ پاک کے پیارے حبیب، حضرتِ محمد مصطفٰے صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پیار ا پیارا نور والا چہرہ(face)رات کے وقت اِتنا زیادہ چمکتا(shining ہوتا)تھا کہ اُجالا(light) کرنے کیلئے چَراغ (oil-lamp) جلانے کی ضَرورت نہ ہوتی ،ایک دن ہماری پڑوسن (neighbor) مجھ سے کہنے لگی: اے حلیمہ! کیا آپ اپنے گھر میں رات کے وَقت آگ جلایا کرتی ہیں کہ ساری رات آپ کے گھر میں سے پیاری پیاری روشنی نظر آتی ہے! بی بی حلیمہ فرماتی ہیں، میں نے کہا: یہ آگ کی روشنی نہیں بلکہ حضرتِ مُحَمّدِ مَدَنی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نور والے چہرے کی روشنی ہے(تفسیر الم نشرح ص۱۰۷،ماخوذاً)

اس واقعے سے سیکھنے کو ملا کہ پیارے حبیب حضرتِ محمد مصطفٰے صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم **نور والے** ہیں۔ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بے شک انسان تو ہیں مگر نور والے انسان اور سارے انسانوں کے سردار ہیں۔

نور والا آیا ہے ہاں نور لے کر آیا ہے

سارے عالَم میں یہ دیکھو کیسا نور چھایا ہے (نور والا چہرہ ص۷ تا۹، مُلخصاً)

---

59 ”میرے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مسکرانا“

اُمُّ الْمُؤمِنین حضرتِ عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سَحری (یعنی فجر سے پہلے) کے وَقت کچھ سی رہی تھیں(was sewing) کہ اچانک سوئی(needle) گر گئی اور چَراغ(lamp) بھی بُجھ گیا۔ اتنے میں رَحمت والے آقا، نور والے مُصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لے آئے۔ برکت والے چہرے(blessed face) کی روشنی سے سارا گھر روشن(bright) ہوگیا حتی کہ سوئی(needle) مل گئی۔ اُمُّ الْمُؤمِنین رَضِیَ اللہُ عَنْہَا نے عرض کی: یارَسُولَ اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! آپ کا برکت والا چہرہ(face) کتنا روشن(bright) ہے۔ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اس شخص کیلئے ہَلاکت (یعنی تباہی) ہے جو مجھے قیامت کے دن (مجھے) نہ دیکھ سکے گا۔ حضرتِ عائشہ رَضِیَ اللہ عَنْہَا نے عرض کی: وہ کون ہے جو آپ کو نہ دیکھ سکے گا۔ تو پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: وہ بَخیل (یعنی

کنجوس)ہے۔ پوچھا: بخیل کون؟ تو فرمایا: جس نے میرا نام سنا اور مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا۔ (القول البدیع، الباب الثالث، ص ۳۰۲، مُلخصاً)

اس واقعے(incident) سے ہمیں یہ درس(lesson) ملا کہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نور والے ہیں اور بد نصیب(unlucky) ہے وہ شخص جو نور والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نامِ مُبارک سنے مگر درود پاک نہ پڑھے۔ **یاد رہے!** زندگی میں ایک(1) بار درود شریف پڑھنا فرض ہے اور جس مجلس (محفل، بیٹھک وغیرہ) میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ذکر ہو (نام لیا جائے یا آپ کی بات کی جائے) وہاں ایک بار (1) درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ اگر مجلس میں پڑھ نہ سکے تو بعد میں لازمی پڑھیں بلکہ جب بھی، جتنی بار بھی ہمارے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ذکر ہو، ہر مرتبہ درودِ پاک پڑھنا چاہیے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ح۳، ص ۵۳۳، ماخوذاً)

---

60 ”نور والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم“

{1} حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بشر (یعنی انسان) بھی ہیں اور نور بھی یعنی نورانی بشر ہیں۔ ظاہری جسم شریف بشر ہے (یعنی آپ ظاہری طور پر انسان ہی ہیں) اور حقیقت نور ہے (رِسالہ نُور مع رسائل نعیمیہ، ص ۳۹) **{2}** تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بَشَرِیَّت کا مُطلقاً انکار (یعنی یہ عقیدہ(belief) رکھنا کہ آپ بشر ہیں ہی نہیں، یہ) کفر ہے (فتاوٰی رضویہ ج۱۴، ص ۳۵۸) **{3}** بلکہ اِس میں شک کرنا بھی کفر ہے کہ نبیِّ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بَشَر ہونا قرآنِ پاک نے بتایا ہے (پ۱۶، الکھف: ۱۱۰)۔ **ہاں!** اپنے (یعنی عام آدمی) جیسا بشر نہ کہے خیرُ البشر (بہترین انسان) یا سیّدُ البشر (انسانوں کے سردار) کہے (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب ص ۲۲۴ مُلخصاً) **{4}** حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے جیسا بشر یعنی ہماری طرح کا انسان یا بھائی کے برابر کہنے والے یا کسی اور طرح حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مرتبہ (درجہ۔rank) گھٹانے (یعنی کم کرنے کی کوشش کرنے) والے مسلمان نہیں، گمراہ، بددین اور جہنّم میں جانے کے حقدار(deserving) ہیں۔ قرآنِ کریم میں جگہ جگہ کافروں کا یہ طریقہ بتایا گیا ہے کہ وہ نبیوں کو اپنے جیسا بشر (یعنی اپنے جیسا انسان) کہتے تھے اور اسی وجہ سے غیر مسلم گمراہی (بے دینی، قرآن وحدیث کے

خلاف(against)عقیدے)اور کفر میں پڑے (بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنّت ص ۰ ملخصاً) {5} حدیثوں سے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نور والا ہونا ثابت ہے، حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے جب پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے یہ پوچھا کہ اللہ کریم نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا ہے؟ تو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اے جابر! اللہ کریم نے تمام مخلوق(all creatures) سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔(الجزءالمفقود من الجزءالاول من المصنف، ص ۶۳، حدیث: ۱۸، مواہب لدنیہ، ج ۱، ص ۳۶)

---

61 ”درخت نے سلام کیا“

حضرت عَبْدُاللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے فرمایا کہ ہم لوگ اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ایک جگہ جا رہے تھے کہ گاؤں میں رہنے والا ایک آدمی آپ کے پاس آیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کو اسلام کی دعوت دی (یعنی اُسے کہا کہ وہ مسلمان ہو جائے)، تو اس نے سوال کیا کہ کیا آپ کے نبی ہونے پر کوئی نشانی (علامات۔sign) بھی ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ہاں یہ درخت بتائے گا کہ میں اللہ کریم کا نبی ہوں۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس درخت کو بلایا اور وہ فوراً ہی اپنی جگہ سے چل کر آ گیا اور سلام کیا، کہا”اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ“(یعنی اے نبی آپ پر سلام ہو) پھر اس نے زور سے تین(3) مرتبہ آپ کو اللہ کریم کا نبی کہا۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کو اشارہ(hint) فرمایا تو وہ درخت زمین پہ چلتا ہوا اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ اُس گاؤں والے نے کہا: یَارَسُوْلَ اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے پیارے پیارے ہاتھ پاؤں چوم لوں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسے اجازت دے دی۔ اُس نے آپ کے پیارے پیارے ہاتھ اور پاؤں کو بہت محبّت کے ساتھ چوم لیا۔ (شرح الزرقانی علی المواھب، ج ۶، ص ۵۱۷ تا ۵۱۹ مع بیہقی ملخصاً)

اس روایت سے ہمیں معلوم ہوا کہ درخت بھی اللہ کریم کے نبی کو جانتے اور ان کا حکم مانتے ہیں۔ ہمیں بھی اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی باتوں پر عمل کرنا چاہیے۔

---

62 ”یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ کے صَدقے“

حضرتِ عثمان بن حُنَیف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے راویت ہے کہ ایک نابینا(blind) صَحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے بارگاہِ رسالت میں حاضِر ہو کر عَرض کی: اللہ کریم سے دُعا کیجئے کہ وہ مجھے عافِیّت(یعنی سلامتی) دے۔ فرمایا: اگر تم چاہو تو میں دُعا کروں اور اگر چاہو تو صَبْر(patience) کرو اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ انہوں نے عَرض کی: حُضُور! دُعا فرمادیجئے۔ انہیں حکم فرمایا کہ وُضو کرو اوراچّھا وُضو کرو اور دو(2) رَکْعَت نَماز پڑھ کر یہ دُعا پڑھو: اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسْئَلُکَ اَتَوَسّلُ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِط **یَامُحَمَّدُ** اِنّی تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ ط اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ ط اے اللہ میں تجھ سے سُوال کرتا ہوں اور وسیلہ (یعنی صَدَقہ) پیش کرتا ہوں، تیرے نبی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جو نبیِّ رَحمت ہیں اور تیری طرف توجّہ کرتا ہوں۔ یَا مُحمَّدؐ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! میں آپ کے ذَرِیعے سے اپنے ربّ کی طرف اپنی ضرورت پیش کرتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ یا اللہ! ان کی شَفاعت میرے حق میں قَبول(accept) فرما۔ حضرت عثمان بن حُنَیف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں: خدا پاک کی قسم! ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آئے گویا کبھی نابینا(blind) ہی نہیں تھے!

(ابنِ ماجہ ج۲ ص۱۵۶ حدیث۱۳۸۵، تِرمذی ج۵ ص۳۳۶ حدیث۳۵۸۹، اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیر ج۹ ص۳۰ حدیث۸۳۱۱، مُلخصاً)

نوٹ:

{1} حدیث کی کتابوں میں ہے کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس دنیا سے انتقال ظاہری فرمانے کے بعد بھی لوگوں کو اس پر عمل کرنے کا فرمایا کرتے تھے۔(مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، ۲/۵۶۵، حدیث:۳۶۶۸) لھذا آج بھی اس طرح دعا کی جاسکتی ہے۔

{2} پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس دعا میں ”یا محمد“ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے الفاظ بتائیں ہیں مگر

بزرگانِ دین رَحمَۃُاللّٰہِ عَلَیہِم نے قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ ادب سکھایا ہے کہ ہم یَا رَسُوْلَ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کہیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۵۷، ۱۵۶، ماخوذاً)

اس حدیث شریف سے یہ سیکھنے کو ملا کہ اللہ کریم کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہنا اور اللہ کریم کو اُن کا وسیلہ اور واسطہ دینا، صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کا طریقہ ہے بلکہ خود پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ طریقہ بتایا ہے۔

---

63 "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم"

{1} کسی کو پکارنے کے لیے عربی زبان میں "یا" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جیسے یا عَبْدَ اللہ (اے اللہ کے بندے) {2} الصَّلٰوۃُ والسَّلامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! کہنا جائز اور مستحب (یعنی ثواب کا کام) ہے {3} اللہ کریم کی عطا سے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام حیات (یعنی زندہ) ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: اللہ پاک نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے جسموں کو کھائے، اللہ کریم کے نبی زندہ ہیں، رزق (یعنی روزی) دیے جاتے ہیں (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، الحدیث: ۱۶۳۷، ج ۲، ص ۲۹۱) {4} حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود ایک نابینا صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو ایسی دعا سکھائی کہ جس میں آپ کو "یا" کے ساتھ پکارا جائے[1] (ابنِ ماجہ، ج ۲، ص ۱۵۶، حدیث ۱۳۸۵، ترمذی ج ۵ ص ۳۳۶ حدیث ۳۵۸۹، اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیر ج ۹ ص ۳۰ حدیث ۸۳۱۱) {5} یہ دعا، اُن صحابی یا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زندگی کے لیے ہی نہیں تھی، آج بھی اس سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ "طَبرانی" میں ہے: ایک شخص اپنی کسی ضرورت کو لے کر حضرتِ عثمان بن حُنَیف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے پاس حاضر ہوا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے فرمایا: وُضو کرو پھر

---

(1) مکمل حدیث شریف Topic number : 63 میں دیکھیں۔

مسجِد میں دو(2) رَکْعت نَماز پڑھو پھر یہ دعا مانگو: (یہاں وُہی دعا بتائی جو ابھی گزری) اور فرمایا (اس دعا کے آخِری لفظ) حَاجَتِیْ کی جگہ اپنی ضرورت کا نام لینا۔ وہ آدمی چلا گیا اور جیسا اس کو کہا گیا تھا اس نے ویسا ہی کیا اور اس کی حاجت (یعنی ضرورت) پوری ہوگئی۔ (اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیر ج۹، ص ۳۰، حدیث ۸۳۱۱، مُلَخَّصًا)

---

64 "کھجور خود آگئی"

ایک گاؤں میں رہنے والا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آیا اور اس نے آپ سے پوچھا کہ مجھے یہ کیسے یقین (sure) ہو کہ آپ اللہ کریم کے نبی ہیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس کھجور (dates) کے درخت پر جو کھجوریں ہیں اگر میں ان کو اپنے پاس بلاؤں اور وہ میرے پاس آجائیں تو کیا تم میرے نبی ہونے پر ایمان لاؤ (یعنی مسلمان ہو جاؤ) گے؟ اس نے کہا: ہاں بے شک میں آپ کو اللہ کریم کا رسول مان لوں گا۔ آپ نے کھجوروں کو بلایا تو وہ فوراً درخت سے اتر آئیں اور آپ کے پاس آگئیں پھر آپ نے حکم دیا تو وہ واپس جاکر درخت میں اپنی جگہ پر لگ گئیں۔ یہ دیکھ کر وہ گاؤں والا فوراً مسلمان ہو گیا۔

(ترمذی، کتاب المناقب، جلد ۵، ص ۳۶۰، حدیث: ۳۶۴۸۔ سیرت مصطفٰے، ص ۷۷۳ تا ۷۷۴، مُلخصاً)

اس واقعے (incident) سے ہمیں پتا چلا کہ اللہ کریم کے نبی کا حکم درخت بھی مانتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم پر عمل کیا کریں۔

---

65 "پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے صحابی کی محبّت"

ایک صحابی حضرت ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ مدینہ پاک میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبارک روضہ (یعنی قبر شریف) پر حاضر ہوئے اور پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مبارک قبر پر اپنے گال (cheeks) رکھ دیئے۔ مدینۂ منورہ کے گورنر مروان نے دیکھا تو کہا: یہ آپ یہ کیا کررہے ہیں؟ فرمایا: میں

اینٹ(brick)یاپتھر(stone)کے پاس نہیں آیاہوں،(بلکہ) میں اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آیاہوں۔(المسندلامام احمد بن حنبل،الحدیث:۲۳۶۴۶،ج۹،ص۱۴۸)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُم پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دنیا سے جانے کے بعد بھی پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بہت زیادہ عشق ومحبّت کرتے تھے اور آپ کا ادب ایساہی کرتے تھے جیسا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی برکت والی(blessed)ظاہری زندگی میں کرتے تھے۔**دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ** پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دنیا سے جانے کے بعد صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُم آپ کی مبارک قبر پر حاضر ہوتے اور برکتیں(blessings)حاصل کرتے تھے۔**تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ** حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم(respect)جس طرح اُس وقت فرض اور ضروری تھی کہ جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دنیا میں موجود تھے،اب بھی اُسی طرح فرض ہے۔اور یہ بات بھی یادرہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی کسی بات یاکام یا حالت کوجو نفرت کی نظر سے دیکھے گاوہ مسلمان نہیں رہے گا۔

---

66 ”صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُم اور ”اَیُّھاالنَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم“ کا نعرہ“

{1} قرآنِ کریم میں بہت سی جگہوں پر اللہ پاک نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نداء فرمائی(یعنی پُکارا)۔(یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ)،(یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ)،(یٰۤاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ)،(یٰۤاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ)وغیرہ ان تمام آیات میں”یا“کے ساتھ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کلام (یعنی بات،گفتگو)کی گئی{2} **حدیث شریف کی بہت اہم(very important)کتاب”مسلم شریف“میں ہے:** حضرت بَراء رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے کہتے ہیں کہ جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مکّے شریف سے مدینے پاک آئے توعورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے گلیوں میں تھے، سب نعرے لگارہے تھے(یعنی اونچی آواز سے کہہ رہے تھے)،ان میں ایک نعرہ: یَارَسُوْلَ اللہ ! بھی تھا(صحیح مسلم،ص۱۶۰۸،حدیث:۲۰۰۹،ملخصاً){3} حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات شریف کے بعد بھی،صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُم

کا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو "یا" کے ساتھ پُکارا ہے (یعنی صحابہ کرام بھی یَارَسُوْلَ اللہ ! کہتے تھے) جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے زمانے میں، نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے (یعنی اپنے آپ کو نبی کہنے والے جھوٹے) مُسَیْلِمَہ کذّاب کے خلاف مسلمانوں نے جنگ کی (کیونکہ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ، آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کسی طرح کا بھی کوئی نیا نبی آ ہی نہیں سکتا)۔ اس جنگِ یمامہ میں مسلمانوں کا نعرہ "**یا مُحَمَّدَاہ**" تھا (تاریخ الطبری، ج۲، ص۲۸۱) **{4}** حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کا پاؤں سو (یعنی سُن ہو) گیا، کسی نے کہا: انہیں یاد کیجیے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب (یعنی پیارے) ہیں۔ حضرت نے اونچی آواز سے کہا: "**یا مُحَمَّدَاہ**" فوراً پاؤں ٹھیک ہو گیا۔ (الشفاء، جزء۲، ص۲۳)) **نوٹ:** ہم یَارَسُوْلَ اللہ ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کہیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۳۰ ص۱۵۷، ۱۵۶ ماخوذاً) **{5}** ہر نماز کے تَشَہُّد میں مسلمان اَلتَّحِیَّات پڑھتے ہیں اور اَلتَّحِیَّات میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پکارا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ بلکہ یہ پکارنا واجب ہے اور ہر **عقلمند** (clever) کے لیے یہی بات کافی (enough) ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳، ص۶۸۴ ماخوذاً) کہ اس سے پتا چلتا ہے کہ یَارَسُوْلَ اللہ ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کہنا جائز ہے۔